سوال

(209) طلع البدر علینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انصار کی معصوم بچیاں درج ذیل اشعار گا رہی تھیں :

اشرق البدر علینا   من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

ایہا المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع

ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب   چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے   شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی   بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

دیکھئے رحمت للعالمین (۱   ۹۳) اور الرحیق المختوم اردو (ص ۲۴۰، ۲۴۱)

کیا یہ اشعار پڑھنے والا واقعہ صحیح سند سے ثابت ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ واقعہ ان اشعار کے ساتھ ''رحمت للعالمین'' میں بغیر کسی حوالے کے مذکور ہے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری نے اس واقعے کے صحیح ہونے پر کوئی ایک بھی ناقابلِ تردید دلیل ذکر نہیں کی۔ صاحب الرحیق المختوم نے یہ واقعہ ''رحمت للعالمین'' سے نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ بغیر سند کے التمہید لابن عبدالبر (۱۴   ۸۲) کتاب الثقات لابن حبان (۱   ۱۳۱) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۸   ۳۷۷) اور الضعیفہ للالبانی (۴۸۸) وغیرہ میں مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں : ''وقد روینا بسند منقطع فی الحلبیات قول النسوة لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم : طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ، فقیل : کان ذلک عند قدومہ فی الھجرة وقیل عند قدومہ من غزوۃ تبوک'' اور (السبکی الکبیر کی) الحلبیات (کتاب) میں منطقع سند سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو عورتوں نے ''طلع البدر علینا من ثنیات الوداع'' پڑھا، کہا جاتا ہے کہ یہ ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کا واقعہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ غزوہ تبوک سے آپ کی واپسی کے وقت کا واقعہ ہے ۔ (فتح الباری ج۸ص ۱۲۹ تحت ح ۴۴۲۷)

جس منقطع روایت کی طرف حافظ ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حافظ بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ (۲ ۵۰۶، ۵۰۷) میں صحیح سند کے ساتھ ابن عائشہ (راوی) سے مروی ہے ۔

تنبیہ : الخصائص الکبریٰ اللسیوطی (۱ ۱۹۰) میں یہ حوالہ ''عن عائشة'' چھپ گیا ہے جو کہ طباعت یا ناسخ کی غلطی ہے ۔

بیہقی والی روایت میں ابن عائشہ سے مراد عبید اللہ بن محمد بن عائشہ ہیں جو ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے ۔ (تاریخ بغداد ۱۰ ۳۱۸ ت ۵۴۶۲ و تقریب التھذیب : ۴۳۳۴)

غالباً یہی روایت ہے جس کی طرف حافظ ابن حجر نے ''بسند منقطع'' کہہ کر اشارہ کیا ہے اور یہی روایت الریاض النضرہ (۱ ۴۸۰ ح ۳۹۳) میں عن ابن عائشہ ''واراہ عن ابیہ'' کے ساتھ مروی ہے ۔ اور آخر میں لکھا ہوا ہے کہ ''خرجہ الحلوانی علی شرط الشیخین'' اسے الحلوانی نے بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا ہے ۔

تنبیہ : صاحب الریاض النضرہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے حلوانی نے بخاری و مسلم کی شرط پر ابن عائشہ سے روایت کیا ہے ۔

ابن عائشہ کے والد محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ مجہول الحال ہیں، ان کی توثیق سوائے ابن حبان کے کسی نے نہیں کی ۔ دیکھئے تعجیل المنفعہ (ص ۳۶۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بہت عرصہ بعد ابن عائشہ کے والد اور پھر خود ابن عائشہ پیدا ہوئے لہٰذا یہ سند سخت منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے ۔

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں : ''وھو وھم ظاھر لان ثنیات الوداع وانما ہی من ناحیۃ الشام ، لا یراہا والقادم من مکۃ الی المدینۃ، ولا یمر بہا الا اذا توجہ الی الشام'' اور یہ (روایت) ظاہر طور پر وہم ہے کیونکہ ثنیات الوداع (مدینے سے) شام کی طرف ہیں ۔ مکہ سے مدینہ آنے والا انھیں نہیں دیکھتا ۔ ان کے پاس سے صرف وہی گزرتا ہے جو شام جاتا ہے ۔ (زاد المعاد ۳ ۵۵۱)

خلاصۃ التحقیق : یہ قصہ ثابت نہیں ہے لہٰذا مردود ہے ۔

تنبیہ : موارد الظمآن (ح ۲۰۱۵) کے ایک نسخے میں کسی مجہول کاتب نے ایک حسن روایت کے آخر میں

''وقالت : اشرق البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع''

کا اضافہ کر دیا ہے ۔ لیکن یہ اضافہ اصل صحیح ابن حبان (مثلاً دیکھئے الاحسان : ۴۳۷۱ دوسرا نسخہ : ۴۳۸۶) میں موجود نہیں ہے اور مجہول کاتب کی وجہ سے مردود و موضوع ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص481

محدث فتویٰ